مشائخ چشت کا اخلاقی و معاشرتی و تبلیغی کردار، تذکرہ و ملفوظات کے اوراق میں

سردار عاطف حسین کاظمی چشتی

درگاہِ معلا اجمیر شریف

ہندوستان جو صوفیوں کا مرکز رہا ہے جن میں خواجہ معین الدین چشتیؒ کا بھی نام سرِ فہرست میں آتا ہے انہیں تذکروں میں نائب الرسول فی الہند اور سلطان الہند کے القاب سے یاد کیا گیا ہے۔ خواجہ غریب نوازؒ 1192 (۱) میں اجمیر میں سکونت پزیر ہوئے انکی آمد سے ہندوستان میں سلسلہ چشتیہ کا آغاز ہوا، اسی روحانی سلسلے نے ہندوستان میں ایک عظیم انقلاب برپا کیا، جو قابلِ غور ہے۔

تذکروں میں مشائخ چشت کے اذکار ہیں اور ملفوظات میں ان کا طریقہ کار ہے اسی وجہ سے مشائخ چشت کے احوال اور انکی خدمات کو سمجھنے کے لئے ان دونوں ماخذ کا گہرائی سے مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ راقم نے انہیں ماخذ سے اس مقالے کی تشکیل کی ہے اور مشائخ چشت کے ان گوشوں کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے جو عصرِ جدید کی اہم ضرورتات ہے۔

سلسلہ چشتیہ کی مقبولیت کی ویسے تو کئی وجوہات ہیں جس کی وجہ سے یہ سلسلہ صفِ اول میں شمار ہوتا ہے۔ جن میں اس سے پہلے کوئی سلسلہ ہندوستان میں منظم طریقے سے نہیں آیا تھا۔ اس سلسلے نے جو خدمات انجام دیں وہ بھی اس کی مقبولیت کا سبب رہیں۔ مشائخ چشت نے اسلام کی تعلیمات کو ایسے عام کیا جس سے عوام الناس کو ان تعلیمات کو سمجھنے میں آسانی ہوئی اور وہ آخر دم تک اس پر عمل پیرا رہے۔

اسی وجہ سے میر غلام علی آزاد بلگرامیؒ نے اپنی شہرآفاق تصنیف 'ماسر الکرام' میں برملا لکھا ہے کہ "اس میں کوئی شک نہیں کہ بزرگانِ سلسلہ چشت کا ہندوستان پر حق قدیم ہے"۔ (۲)

مشائخ چشت کا اخلاقی کردار

رسالت مآب ﷺ نے فرمایا کہ اکمل المومنین ایمانا احسنھم خلقا (یعنی کامل مومن وہ ہے جسکا اخلاق اچھا ہے) مشائخ چشت نے اخلاقیات کا درس سب سے پہلے دیا چونکہ انسان انس سے بنا ہے جس کے معنے 'محبت' کے ہیں انہوں نے اسلام کی اخلاقی تعلیمات کو محبت کے زریعہ عام کیا خواجہ نصیر الدین چراغ دہلویؒ فرماتے ہیں 'تصوف راہِ صدق و اخلاق حسنہ کا نام ہے (۳)' مشائخ چشت جو اخلاقیات کا پیکر تھے انہوں نے اخلاق کو ہی پیش کیا اور اسلام کی اخلاقی تعلیمات کو عام کرنے میں مصروف رہے اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ 'انسان ایک انسان بنا'۔ جب مشائخ چشت اپنے مریدین و خلفاء کی اصلاح فرماتے تھے اور ان کی منازل سلوک میں ظاہر و باطن کی تعمیر کرتے تھے تو وہ بھی اس اخلاقی سمندر سے شرف یافتہ ہوتے تھے جس سے وہ خود اخلاقیات کا پیکر بن جاتے تھے 'وہ چاہتے تھے کہ ان کے خلفاء مہر و محبت عاجزو انکسار ہمدردی و خلوص کی جیتی جاگتی تصویر ہوں'۔ جو اشخاص ان کی خانقاہوں میں آتے تھے وہ بھی اخلاقیات سے فیض یافتہ ہوتے تھے یہ اخلاقی درس کا سلسلہ شب و روز مشائخ چشت کی خانقاہوں میں چلتا رہتا تھا۔

خواجہ نظام الدین اولیاؒ فرماتے تھے کہ خواجہ حسن بصریؒ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حسنِ خلق میں داخل ہیں اول لوگوں سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملاقات کرنا دوم کسب حلال سوم بندگانِ خدا پر تواضع کرنا (۴)

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کی تالیف کردہ کتاب انیس الارواح میں یہ روایت درج ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص بھوکے کو کھانا کھلائے، اللہ

تعالٰی اسکی ہزار حاجتوں کو پوری کرتا ہے اور اسے دوزخ کی آگ سے آزاد کرتا ہے اور جنت میں اسکے لئے ایک محل بناتا ہے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ بھی یہی فرماتے ہیں کہ کھانا کھلانا بہت اچھی چیز ہے۔(۵)

خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی تالیف کردہ کتاب دلیل العارفین میں درج ہے کہ اپنے والدین کو محبت سے دیکھنا، قرآن مجید کو دیکھنا، علماء و مشائخ کو محبت سے دیکھنا، خانہ کعبہ کو دیکھنا اور اپنے شیخ کو دیکھنا عبادت ہے۔ ان تعلیمات سے یہ پتا چلتا ہے کہ خلق سے محبت عبادت ہے اور یہ تعلیم آپس میں محبت کا پیغام دیتی ہے۔(۶)

روایت میں آتا ہے کہ ایک دن ایک مسلمان ہندو کو لیکر حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا یہ میرا بھائی ہے۔ حضرت نے اس سے پوچھا کیا تیرا یہ بھائی مسلمانی سے بھی کچھ رغبت رکھتا ہے؟ اس شخص نے عرض کیا کہ میں اسی غرض سے میں اسے یہاں لایا ہوں کہ حضرت کی نظر کرم سے وہ مسلمان ہو جائے یہ سنکر حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی آنکھ میں آنسو آگئے فرمایا کہ اُس قوم پر کسی کے کہنے کا اثر نہیں ہوتا، ہاں اگر کسی صالح مرد کی صحبت میں آیا جایا کرے تو شاید اسکی برکت سے مسلمان ہو جائیں۔ اسکے بعد انہوں نے ایک طویل حکایت بیان کی جو تبدیلی مذہب کے بنیادی اصولوں پر ان کے خیالات کی بہترین ترجمانی کرتی ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ نہ تو کسی کو تلوار کے زور سے مسلمان بنایا جاسکتا ہے اور نہ زبانی تلقین سے۔ اچھا کردار تلوار اور زبان سے زیادہ موثر ہوتا ہے، اسکی مقناطیسی قوت اعتقاد و عمل میں انقلاب برپا کرسکتی ہے۔ دوسروں کو مسلمان بنانے سے پہلے خود مسلمان بننا ضروری ہے، پھر تمہاری صحبت میں جو آئے گا خود مسلمان ہو جائے گا۔(۷)

مشائخ چشت کا اخلاقی حسنِ سلوک:

مشائخ چشت کا اخلاقی طور پر لوگوں کی خدمت کرنا جس کو بہت ہی خوبصورتی کے ساتھ پروفیسر نثار احمد فاروقی نے وضاحت کیا ہے "اب یہ دیکھنا ہے کہ ان صوفیاء کے نزدیک مذہب کی روح اور غایتِ اقصیٰ کیا تھی؟ علمائے ظاہر کے برخلاف انہوں نے اُسے دنیا طلبی، جاہ پسندی اور عزت و شہرت کے حصول کا وسیلہ نہیں بنایا بلکہ اسلام کی روح کو خدمتِ خلق، رواداری اور صلح جوئی میں تلاش کیا۔ آج دنیا بھر میں عیسائی مشنریاں صرف ایک نعرۂ خدمت (Service to humanity) کو لے کر دوسرے مذاہب کو شرمندہ کر رہی ہیں۔ ان کے پاس بڑے مالی وسائل ہیں۔ جنگ کے میدان میں زخمیوں کی خدمت، اسپتال قائم کر کے مریضوں کا علاج، قحط زدہ علاقوں میں خوراک سے بھوکوں کی امداد اور تعلیمی اداروں کا قیام۔ ان کی سرگرمی مختلف نوعیت کی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی بائبل کے مواعظ بھی سناتی ہیں، عیسائیت کا لٹریچر مفت تقسیم کرتی ہیں، تبدیلِ مذہب کا لالچ دیتی ہیں اور ان کا مذہب قبول کرنے والوں کو بہت سی رعایتیں بھی حاصل ہو جاتی ہیں۔ پسماندہ اور جاہل اور استحصال کے شکار علاقوں میں انہیں خاصی کامیابی ہوئی ہے یہ چشتی صوفیا بھی دراصل اسلام کے مبلغ (Missionaries) تھے مگر کیا ان کے پاس اتنے عظیم فنڈ تھے؟ کیا ان کی تحریک اتنی منظم تھی؟ کیا وہ پروپیگنڈے کے فن سے کام لیتے تھے۔ کیا وہ مظلوموں اور بیکسوں کی امداد کسی ذاتی یا سیاسی غرض سے کرتے تھے؟ بے سروسامانی اور فقر محض کے باوجود ان کی خانقاہوں میں دن رات لنگر جاری تھا۔ فتوح میں نقد آیا تقسیم ہو گیا، نذرانے میں اشرفیاں آئیں لٹ گئیں، ہدیہ میں کپڑا آیا بانٹ دیا گیا۔"

مشائخ چشت نے خدمتِ خلق کو اپنا ایک اہم فریضہ سمجھا چاہے وہ مالی امداد ہو، یا لوگوں کا دکھ درد بانٹنا ہو، یا لنگر خانے کے ذریعہ کھانا کھلانا ہو، وہ اس خدمتِ خلق کے ذریعہ عام لوگوں کے دلوں میں جگہ بنالیتے تھے اور اس بناء پر مخلوقِ خدا ان سے جڑی رہتی تھی

شیخ سعدی شیرازیؒ نے خوب لکھا ہے:

طریقت بجز خدمت خلق نیست

بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست (بوستان)

(ترجمہ۔ طریقت دراصل خدمتِ خلق کرنا ہی ہے، اس کے علاوہ کچھ نہیں۔ محض تسبیح، سجادہ اور خرقہ یا گدڑی کا نام طریقت نہیں ہے)

ایک ہندی شاعر نے بھی خوب لکھا ہے:

نماز، حج، روزہ، زکاۃ، اپنی جگہ
خدمتِ خلق کسی ثواب سے کم نہیں

خواجہ نظام الدین اولیاءؒ سے جو مسافر و غریب الوطن ملنے خانقاہ میں آتے تھے وہ ان لوگوں سے مغرب و عشاء کے درمیان ملتے ان لوگوں کی خوب مہمان نوازی فرماتے تھے اور ان لوگوں کے سامنے ہر طرح کے تر و خشک میوے اور لطیف و خوشگوار شربت حاضرِ خدمت کیے جاتے تھے۔(۸)

خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے لیے صبح کے وقت خادم آتا اور باہر کی جانب سے دروازہ کھٹکھٹاتا آپ دروازہ کھولتے اور سحری کا کھانا جس قسم کا موجود ہوتا خادم آپ کے روبرو پیش کرتا اگر نرم و سہل غذا ہوتی تو قدرے تناول فرماتے اور باقی کی نسبت ارشاد کرتے کہ اسے بچوں کے لیے اٹھا رکھو، خواجہ عبدالرحیم جن کی ذمہ سحری کو آپ کی خدمت میں پیش کرنا مقرر تھا خواجہ عبدالرحیم بیان کرتے ہیں کہ اکثر اوقات آپ سحری تناول نا فرماتے تھے انہوں نے عرض کیا کہ مخدوم! آپ نے افطار کے وقت بھی بہت کم کھانا تناول فرمایا ہے اگر سحری کے وقت بھی تھوڑا سا کھانا تناول نہ کریں گے تو کیا حال ہوگا، ظاہر ہے کہ ضعف قوی ہو جائے گا اور طاقت سلب ہو جائے گی انکی یہ بات سن کر زار و قطار رو کر آپ نے فرمایا کہ بہت سے مساکین و درویش مسجدوں کے کونوں اور دکانوں میں بھوکے اور فاقہ زدہ پڑے ہوئے ہیں بھلا ایسے وقت یہ کھانا حلق سے کیونکر اتر سکتا ہے غرضیکہ آپ کے آگے سے کھانا اٹھا لیا جاتا اور بغیر سحری کھائے روزہ رکھتے۔

حضرت محبوب الٰہیؒ نے فرمایا کہ جتنا غم و اندوہ مجھے ہے اتنا اس دنیا میں کسی کو نہ ہوگا کیونکہ اتنے لوگ اپنا دکھ درد کہتے ہیں وہ سب میرے دل و جان میں بیٹھ جاتا ہے عجب دل ہوگا جو اپنے مسلمان بھائی کا غم سنے اور اس پر اثر نہ ہو۔(۹)

روایت میں آتا ہے کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ نے ایک عورت کو دیکھا کہ دریائے جمنا کے کنارے ایک کنوئیں سے پانی بھر کر لے جا رہی ہے، آپ نے اس سے کہا کہ تو دریا چھوڑ کر کنوئیں کا پانی کیوں پیتی ہے؟ اس نے کہا میرا شوہر غریب ہے، ہمارا گھر خرچ مشکل سے چلتا ہے جمنا کے پانی سے بھوک زیادہ لگتی ہے اسلئے ہم کنوئیں کا پانی پیتے ہیں۔ آپ یہ سن کر رونے لگے اور خانقاہ میں آ کر خادم سے کہا کہ غیاث پور میں ایک عورت ہے جو جمنا کا پانی نہیں پیتی کیونکہ اس سے بھوک زیادہ لگتی ہے تم جا کر اس سے پوچھو کہ اسکے ماہانہ خرچ میں کتنا خسارہ رہتا ہے اتنا خرچ ہر مہینے اسے ہماری خانقاہ سے دیا کرو اور اس سے کہو کہ جمنا کا پانی پئے۔

مشائخ چشت کا اخلاقی کردار لوگوں کی دل جوئی ان کا دکھ درد سننا مہمان نوازی و بے لوث خدمتِ خلق یہ کسی خدمت سے کم نہیں ان مشائخ کی خانقاہ سلوک کے مراحل تو تئے کراتی ہی تھی مگر سماجی کرداری بھی ادا کرتی تھی۔

مشائخ چشت کا معاشرتی کردار

جس اخلاق کی تعلیمات لوگوں کو دی اس سے معاشرے میں بھی تبدیلی آئی اور جو مشائخ کے ملفوظات اس سے پر ہیں مگر دورِ جدید کو مدنظر رکھتے ہوئے راقم ان چند منتخب تعالیمات کو پیش کرنا چاہتا ہیں جو بہت سبک آموز ہیں۔(۱۰)

حاتم اصمؒ شفیق بلخیؒ کے شاگرد تھے اور کہتے ہیں کہ انہوں نے ایک مدت تک ان کی خدمت میں رہ کر ان کی شاگردی کی۔ ایک بار شفیق بلخیؒ نے (حاتم اصمؒ) سے فرمایا کہ اے حاتم! آپ آکر بتائیے کہ آپ نے مجھ سے اتنے برسوں میں۔ کیا علم حاصل کیا؟ حاتم نے عرض کیا، میں نے آپ سے اس مدت میں آٹھ مسائل سے زیادہ نہیں سیکھے۔ وہ آٹھ مسائل یہ ہیں۔

پہلا مسئلہ یہ ہے کہ میں نے ایک شخص کو کسی خاص چیز سے محبت کرتے ہوئے دیکھا، جو مرتے دم تک اس کے ساتھ رہتی ہے۔ جب اس کا انتقال ہوتا ہے تو وہ اپنی محبوب چیز سے جدا ہو جاتا ہے۔ لیکن میں نے نیکیوں کو اپنا محبوب بنالیا ہے، جو مرنے کے بعد بھی میرے ساتھ رہیں گی۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ میں نے اس آیت وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ

(اور وہ جو خوفزدہ ہوا اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے اور نفس (امارہ) کو اس کی خواہش سے روکا تو بیشک جنت ہی اس کا ٹھکانہ ہے) (قرآن کریم ۔پ۳۰۔سورہ نازعات۔ترجمہ کاظمی) پر غور کیا اور اپنے نفس کو خواہشات پر قابو پانے کی عادت ڈالی، یہاں تک کہ وہ حق تعالی کی بندگی میں پکا ہو گیا۔

تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ میں نے لوگوں کو ایک دوسرے کی حالت کو دیکھکر حسد کرتے ہوئے دیکھا۔ چنانچہ اس بارے میں اللہ تعالی سے رہنمائی چاہی، اس کا کلام یہ اعلان کرتا ہوا نظر آیا کہ نحنُ قسمنا بینهُم معیشتهُم فِی الحیوٰہ الدُّنیا (ہم نے انکی روزی انکی دنیاوی زندگی میں ان کے درمیان تقسیم فرمادی) (پ۲۵۔سورہ زُخرف۔ترجمہ کاظمی) اللہ تعالی کا یہ فرمان سن کر میں حسد سے بالکل کنارہ کش ہو گیا۔جب اللہ تعالی کے یہاں سے روزی ملتی ہے تو پھر مخلوق سے حسد کیا۔

چوتھا مسئلہ یہ ہے کہ میں نے ہر شخص کو کسی نہ کسی چیز پر بھروسہ کرتے دیکھا، کوئی مال پر بھروسہ کرتا ہے، کوئی زمین پر، کوئی تجارت پر، کوئی جسمانی تندرستی پر، لیکن میں نے اللہ کا کلام دیکھا تو یہ پایا وَمَن یَّتوکّل علَی اللّٰہِ فھُو حسبُہٗ (اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے) (پ۲۸۔سورہ طلاق۔ترجمہ کاظمی)

پانچواں مسئلہ یہ ہے کہ میں نے لوگوں کے اپنے حسب نسب مال ومتاع اور مرتبہ پر فخر کرتے ہوئے دیکھا، لیکن مجھے قرآن حکیم میں اللہ کا یہ فرمان نظر آیا انَّ اکرمکُم عِندَاللّٰہِ اَتقاکُم (بے شک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ بزرگی والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہو) (پ۲۶۔سورہ حجرات۔ترجمہ کاظمی) بس میں نے پرہیزگاری اختیار کی تاکہ حق تعالی کے نزدیک بہتر قرار پاؤں۔

چھٹا مسئلہ یہ ہے کہ میں نے لوگوں کو روٹی کے ایک ٹکڑے کے لئے اپنے نفس کو ذلیل کرتے ہوئے دیکھا اور وہ روٹی کے حصول کے لئے ایسا کام کر لیتے ہیں جو ناجائز ہیں، حالانکہ اللہ کا واضح ارشاد ہے وَمَا مِن دَابۃ فِی الارض اللہ رِزقُھا (اور زمین پر چلنے والا (جاندار) نہیں لیکن اللہ کے (ذمہ کرم) پر اس کا رزق ہے) (پ۱۲سورہ ہود۔ترجمہ کاظمی) میں نے یقین کر لیا کہ جب اللہ تعالی نے ہمارا رزق اپنے ذمہ کرم میں لے لیا ہے، تو ہمیں فکر کیا ہے اور اسکی عبادت کرنے میں لگ گیا۔)

ساتواں مسئلہ یہ ہے کہ میں نے لوگوں کو اپنی قیمتی چیزوں کی حفاظت کرتے ہوئے اور سنبھال رکھتے ہوئے دیکھا۔لیکن جب اللہ تعالی کے کلام کی تلاوت کی تو اس میں یہ پایا مَا عِندکُم ینفدُ ومَا عِنداللّٰہِ باق (جو تمھارے پاس ہے وہ ختم ہو جائیگا اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہیگا۔) (پ۱۴۔سورہ نحل۔ترجمہ کاظمی)

آٹھواں مسئلہ یہ ہے کہ میں نے لوگوں کو زمین پر فساد پھیلاتے ہوئے اور لڑتے جھگڑتے دیکھا، کلام الٰہی کی طرف رجوع کیا تو یہ پایا انَّ الشَّیطٰنَ لکُم عدُوٌّ فاتّخِذُوہُ عدُوٌّ اِنّما یدعُو احزبہٗ لیکونُوامِن اَصحٰبِ السَّعیر (بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اسے دشمن (ہی) بنائے رہو اسکے سوا کچھ نہیں کہ وہ اپنے گروہ کو اسلئے بلاتا ہے کہ وہ دوزخ والوں میں سے ہو جائیں) (پ۲۲۔سورہ فاطر۔ترجمہ کاظمی) چنانچہ میں نے صرف شیطان کو دشمن سمجھ لیا اور باقی مخلوق کی عداوت ترک کر دی۔

مشائخ چشت کا تبلیغی کردار: ہندوستان میں دعوت حق واشاعت اور تبلیغ اسلام کے کار خیر میں مشائخ چشت کا بہت اہم کردار ہے۔جب ہم ان مشائخ کی جدوجہد پر نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں جابجا فرمایا ہے کہ فبِمَا رحمۃٍ مِن اللّٰہِ لِنتَ لھُم ولو کُنتَ فظًا غلیظَ القلبِ لا نفضّو امِن حولِکَ (یعنی اللہ کی رحمت کے ساتھ لوگوں سے نرمی کرو۔اگر تم سخت دلی سے پیش آؤ گے تو لوگ تمہارے پاس سے منتشر ہو جائیں گے۔) اور اللہ فرماتا ہے کہ یرِیدُاللّٰہ بِکُمُ الیُسرَ ولا یُرِیدُ بکُمُ العُسر (یعنی اللہ تمہارے حق میں آسانی کا ارادہ کرتا ہے نہ دشواری کا) نبی کریم ﷺ نے جب حضرت ابو موسی اشعریؓ اور حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کی جانب روانہ کیا تو ان سے فرمایا کہ ایسرا ولا تعسرا ولا بشرا ولا تنفرا وقطارعا ولا تخالفا (یعنی آسانیاں پیدا کرنا نہ دشواریاں لوگوں کو خوش کرنا متنفر نہ کرنا اور باہم ہمیشہ موافق

رہنا، اختلاف نہ کرنا۔) نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ فانما بعثتم میسرین ولم تبعثوا معسرین (یعنی تم آسانیاں بڑھانے کو پیدا ہوئے نہ دشواریاں پیدا کرنے کو۔) وہ دعوت حق کے تمام علمی مراحل میں ان اصولوں پر عمل پیرا رہے جو عہد رسالت مآب ﷺ میں اختیار کئے گئے تھے، چونکہ ملک عرب میں لوگ بت پرستی اور کفر وشرک میں مبتلا تھے اور ہندوستان میں بھی یہی خصلتیں رائج تھیں۔

مشائخ چشت نے تبلیغ دین کے لئے نبی کریم ﷺ کی دو باتوں کو پیش نظر رکھا، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ تعلمو المغتۃ قوم تنا، منو اشرھم (یعنی کسی قوم کی زبان سیکھ لو تو اُن لوگوں کے شر سے محفوظ ہو جاؤ گے۔) اور دوسری بات آپ نے یہ ارشاد فرمائی کہ کلموا الناس علی قدر عقو لھم (یعنی لوگوں سے انکی ذہنی وعقلی سطح کے مطابق اُن سے گفتگو کیا کرو۔)(۱۱)

یہی ارشادات نبوی ﷺ ہمیشہ مشائخ چشت کے پیش نظر رہے۔اول ارشاد کے مطابق زبان اور دوسرے فرمان کے مطابق حکمت عملی کا ہی طریقہ کار رہا۔مشائخ چشت کو اس پر جگہ کام کرنا تھا جہاں پر چھوا چھوت، ستی پرتھا اور ہوش پرست طور طریقے رائج تھے ان سب برائیوں کو اس ماحول میں رہ کر مشائخ چشت نے کس طرح ختم کیا اور قوم کی تشکیل کس طرح کی؟

مشائخ چشت عربی وفارسی زبان جانتے تھے لیکن لوگوں کو اپنی بات سمجھانے کے لئے انہوں نے اُس خطہ کی زبان سیکھی جہاں وہ رہے۔

ہندوی زبان: صوفی حمید الدین ناگوریؒ نے ہندوی زبان کا استعمال کیا جیسے:

اوکھد بھیجن دھن گئے دوھن پریں

اوکھد دھک نجا پیہے یار بھیجے تیں۔(۱۲)

(یعنی اے حکیم تجھے دوا دینے کے لئے بھیجا گیا ہے یہ تیرے امتحان کی گھڑی ہے۔تو میرے شوق کی دوا دینا نہیں جانتا ہے۔میرے محبوب کو بھیج دے میں بالکل ٹھیک ہو جاؤں گا۔)ان کے بعد ہندوی زبان کا استعمال کرنے والوں کی مشائخ چشت میں ایک طویل فہرست ملتی ہے، جس کو بابائے اردو مولوی عبدالحق نے اپنی تحقیقی کتاب اردو کی ابتدائی نشوونما میں صوفیائے کرام کا کام میں قلمبند کیا ہے۔مگر ہندوی زبان کو صحیح طور پر حضرت امیر خسروؒ نے بڑے پیمانے پر شہرت دلائی آپ کے کئی کلام ہندوی زبان میں لکھے گئے ہیں۔جیسے

چھاپ تلک سب چھینی رے موسے نیناملا کے　　　اپنی سی کردی نی رے موسے نیناملا کے۔

پنجابی زبان: حضرت بابا فرید مسعود گنج شکرؒ نے پنجابی زبان میں کچھ اشعار لکھے ہیں جیسے:

فریدا دھر سولی سر نیچرے تلیاں تو کت کاک　　　رب اجیون نہ باہڑے سودھن اساڈے بھاک۔(۱۳)

حکمت عملی: مشائخ چشت نے دعوت وتبلیغ کے لئے حکمت عملی کو بھی مدنظر رکھا، حکمت عملی میں کچھ خاص باتوں پر غور کیا جیسے:

(۱)انہوں نے تبلیغ دین سے پہلے انکی کچھ مثالیں بتائیں جیسے حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس تین خصلتیں جمع ہو جائیں تو یوں سمجھ لینا کہ حقیقت میں خدا اسے دوست رکھتا ہے اول دریا کی طرح سخاوت دوم آفتاب کی طرح شفقت اور سوم زمین کے جیسی تواضع۔اس طرح حضرت خواجہ غریب نوازؒ نے سورج اور چاند کی مثالیں دے کر انسانی خصلتوں کو سمجھایا جبکہ وہاں کے لوگ ان چیزوں کی پرستش کرتے تھے۔

تذکرہ نگاروں نے اپنے تذکروں میں مشائخ چشت کی تبلیغی خدمات کو مختلف انداز سے بیان کیا ہے۔

صاحب سیر الاولیاء نے خواجہ معین الدین چشتیؒ کے مشن کو نہایت ہی خوبصورت انداز میں تحریر کیا ہے۔(۱۴)

از تیغ او بجائے صلیب وکلیسا　　　در دار کفر مسجد ومحراب ومنبر است

آنجا کہ بود نعرہ وفریاد مشرکان　　　اکنوں خروش نعرۂ اللہ اکبر است

(ترجمہ۔اس کی تیغ اسلام سے صلیب وگرجا کی جگہ بلاد کفر میں مسجد اور محراب اور ممبر نے جگہ پائی اور جہاں مشرکوں کے نعرہ وفریاد کا شور تھا اب اللہ اکبر نے

غلغلہ پیدا کیا)

جو شخص ان شہروں میں اسلام کے شرف سے ممتاز ہوئے ان کی اولاد بھی نسل در نسل قیامت تک مسلمان رہے گی اور جن لوگوں کو تبلیغ اسلام کی بدولت دارالحرب سے نکال کر دیارِ اسلام میں لایا جائے گا ان سب کا ثواب قیامت تک خواجہ بزرگؒ کے دفترِ اعمال میں درج ہوں گے اور جو لوگ آپ کی متابعت کریں وہ اس متابعت کی وجہ سے آپ کے دربار میں ہمیشہ آپ سے واصل و متوصل رہیں گے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ جو اپنے وقت کے مشہور محدث تھے اپنے ایک رسالے القول الجمیل فی شفاء العلیل میں فرماتے ہیں ''حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ اس امت کے عمدہ اولیاء میں ہیں ان کے ہاتھ پر ہزاروں کفار و مشرکین مسلمان ہوئے۔(۱۵)

صاحب مرآت الاسرار رقم طراز ہیں خواجہ نظام الدین اولیاء نے اپنے نورِ ولایت سے سارے ہندوستان کو منور فرمایا اور ایک جہان کو ہدایت بخشی، حق سبحانہ تعالیٰ نے آپ کو سلطان المشائخ کے خطاب سے ممتاز فرمایا اور آپ کے اور آپ کے مریدین کے سر پر تاجِ کرامت رکھا، چنانچہ آپ کی ولایت کے تصرفات اظہر من الشمس ہیں اور کسی بشر کو انکار کی جرأت نہیں ہوئی۔(۱۶)

خلفاء کا تقرر: مشائخ چشت میں خلفاء کا تقرر بھی کیا جاتا تھا اور انہیں الگ الگ خطوں میں مبعوث کیا جاتا تھا جس سے سلسلے کی روشنی دور دور تک پہنچتی تھی اور وہ ان خطوں کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنا لیتے تھے۔ خواجہ معین الدین چشتیؒ کے دو ممتاز خلیفہ ہوئے جن میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کو دلی کی ولایت عطا کی اور صوفی حمید الدین ناگوریؒ کو خطہ ناگور کی ولایت عطا کی وہاں پر انہوں نے سلسلہ چشتیہ کی روشنی کو پھیلانے کے ساتھ ساتھ دعوت تبلیغ میں لگے رہے۔

خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے دو ممتاز خلیفہ ہوئے ایک بدرالدین غزنویؒ اور حضرت بابا فرید مسعود گنج شکرؒ جن میں بابا فرید کو خطہ پنجاب کی ولایت عطا کی گئی انہوں نے اس خطہ میں اپنی خدمات کو انجام دیا۔

حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کے کئی خلفاء ہوئے جن میں حضرت شیخ جمال الدین ہانسویؒ، حضرت شیخ نجیب الدین متوکلؒ، حضرت بدرالدین اسحاقؒ، حضرت علاؤالدین احمد صابر کلیریؒ اور حضرت نظام الدین اولیا محبوب الٰہی بہت مشہور ہوئے۔

شیخ جمال الدین ہانسویؒ قصبہ ہانسی میں رشد و ہدایت میں مصروف رہے اور بابا فرید گنج شکرؒ نے جمال الدین ہانسویؒ کے لئے فرمایا کہ جمال ہمارا جمال ہے۔ حضرت شیخ نجیب الدین متوکلؒ جو بابا فرید گنج شکرؒ کے چھوٹے بھائی تھے اور دلی میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد یہیں مستقل طور پر سکونت پذیر ہوئے۔ حضرت بدرالدین اسحاقؒ جو بابا فرید گنج شکرؒ کے داماد تھے بابا صاحب کے وصال کے بعد اجودھن میں ہی رہے۔ حضرت علاؤالدین احمد صابر کو خطہ کلیر کی ولایت عطا کر کے انہیں وہاں پر مبعوث کیا گیا۔

حضرت نظام الدین اولیاءؒ نے دلی کو اپنا مرکز بنایا اور وہاں پر سلسلہ چشتیہ کی روشنی کو دور دور تک اور ہر طبقے میں پھیلایا، اس سے سلسلہ چشتیہ کو کافی شہرت حاصل ہوئی۔ آپ کے خلفاء کی ایک طویل فہرست موجود ہیں، جسے امیر خورد نے اپنی کتاب سیر الاولیاء کے باب پنجم میں بیان کیا ہے۔

حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کا سلسلہ یہاں سے دو شاخوں میں تقسیم ہوا ایک حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی نسبت سے نظامی اور حضرت علاؤالدین صابر کلیریؒ کی

نسبت سے صابری سلسلہ کہلایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نظامی اور صابری سلسلہ چشتیہ سلسلہ کی ہی شاخیں ہیں۔

حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلویؒ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے خلیفہ ہوئے۔ اسی دور میں سلطان محمد بن تغلق نے دیوگری جو بعد میں دولت آباد کہلایا سلطان نے صوفیائے کرام کو یہاں بھیجا اس کے بعد سلسلہ چشتیہ کی مرکزیت صوبائی خانقاہ میں بدل گئی پھر الگ الگ صوبوں میں اولیائے کرام رشد و ہدایت کے لئے جاتے رہے اور ان علاقوں کو سلسلہ چشتیہ کی روشنی سے منور فرمایا جن میں مالوہ، گجرات اور دکن میں مشائخ چشت نے خوب خدمت انجام دی۔

سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیائؒ فرماتے ہیں کہ علماء جس بات کی زبان سے دعوت دیتے ہیں اولیاء اللہ عمل کے ذریعے اسکی دعوت دیتے ہیں (۱۷)۔اس بات سے مشائخ چشت کے طریقہ کار کا پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے اپنے عمل کے ذریعے دعوت وتبلیغ کری۔مشائخ چشت نے اسلام کو خدمتِ خلق ،رواداری اور صلح جوئی میں تلاش کیا۔انسانیت کے درد کو اپنا حال بنالیا، محبت ومساوات کے ذریعے اپنی خدمات مخلوقِ خدا کے لیئے کرتے رہے اسی وجہ سے ان مشائخ کی محبت مخلوقِ خدا کے دلوں میں پیوست ہوگئی اور آج بھی ان مشائخ کے عالمِ خاک وپار کو خیر باد کرنے کے باوجود ان کے آستانوں و خانقاہوں میں لوگوں کی کتاریں لگی ہوئی ہیں اور ان کا فیضان جاری وساری ہے۔

باب بلند، باب کرم سے ملادیا

مشائخ چشت نے ہند کو ہدایت سے نوازدیا(راقم)

حوالہ جات وحواشی

(۱) •سیر الاولیاء، سید محمد بن مبارک کرمانی 'میر خرد' اردو ترجمہ غلام احمد بریاں، مشتاق بک کارنر، لاہور، ص ۱۰۳

حضرت خواجہ موین الدین اجمیر میں تشریف لائے تو اس وقت رائے پتھورا ہندوستان کی حکومت کرتا تھا

•مزید معلومات کے لیئے ملاحظہ ہو Muslim Shrines In India ed by C.W.Troll

(۲) •ماثر الکرام، مولانا میر غلام علی آزاد بلگرامی، در مطبع مفید عام، آگرہ، ۱۳۲۷ھ، ص ۷

(۳) •خیر المجالس، مرتبہ حمید شاعر القلندر، اردو ترجمہ سراج المجالس، واحد بک ڈپو، کراچی، ص ۱۲۴

(۴) •سیر الاولیاء، سید محمد بن مبارک کرمانی 'میر خرد' اردو ترجمہ غلام احمد بریاں، مشتاق بک کارنر، لاہور، ص ۳۸ ۷

(۵) •انیس الاروح، مکتبہ جام نور، دلی، مجلس ۱۰

•فوائد الفواد، خواجہ امیر حسن علا سجزی دہلوی، اردو ترجمہ خواجہ حسن ثانی نظامی دہلوی، الفیصل ناشران وتاجران کتب، لاہور، ص ۱۷۸

(۶) •دلیل العارفین، مکتبہ جام نور، دلی، مجلس ۵

(۷) •فوائد الفواد، خواجہ امیر حسن علا سجزی دہلوی، اردو ترجمہ، مترجم خواجہ حسن ثانی نظامی دہلوی، الفیصل ناشران وتاجران کتب، لاہور ص ۴۳۶

(۸) •سیر الاولیاء، سید محمد بن مبارک کرمانی 'میر خرد' اردو ترجمہ غلام احمد بریاں، مشتاق بک کارنر، لاہور، ص ۲۰۵

(۹) •ایضاً، ص ۲۰۹

(۱۰) •سرور الصدور ونور البدور مرتبہ حضرت سعیدی بزرگ مترجم پیر محمد علی ہاشمی، مکتبہ ھاشمی راجستھان، ۱۴۲۵ھ، ص ۴۶۱

(۱۱) •حجتہ اللہ البالغہ، عتکاد پبلشنگ ہاؤس، دلی، ص ۱۹۲ تا ۱۹۳

(۱۲) •سرور الصدور ونور البدور مرتبہ حضرت سعیدی بزرگ مترجم پیر محمد علی ہاشمی، مکتبہ ھاشمی راجستھان، ۱۴۲۵ھ، ص

(۱۳)• The Life And Times Of Shaikh Fariduddin Ganj i Shakar, K.A Nizami,Idarah i Adibiyat Dilli,Delhi Pg.No 91

(۱۴)٭سیر الاولیاء، سید محمد بن مبارک کرمانی 'میر خرد' اردو ترجمہ غلام احمد بریاں، مشتاق بک کارنر، لاہور، ص ۱۰۴
(۱۵)٭القول الجمیل فی شفاء العلیل اردو ترجمہ، مکتبۂ قیومی واقع کانپور، ص ۷۵
(۱۶)٭مرآت الاسرار، حضرت عبدالرحمٰن چشتی، اردو ترجمہ، ضیاالقرآن پبلی کیشنز، لاہور، ص ۷۷۷
(۱۷)٭سیر الاولیاء، سید محمد بن مبارک کرمانی 'میر خرد' اردو ترجمہ غلام احمد بریاں، مشتاق بک کارنر، لاہور، ص ۴۴۶